حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے شائع ہونے والا قدیم متوازن علمی وادبی ماہ نامہ

سب رس

نومبر 2014ء
30/- روپے
ISSN-2278-6902

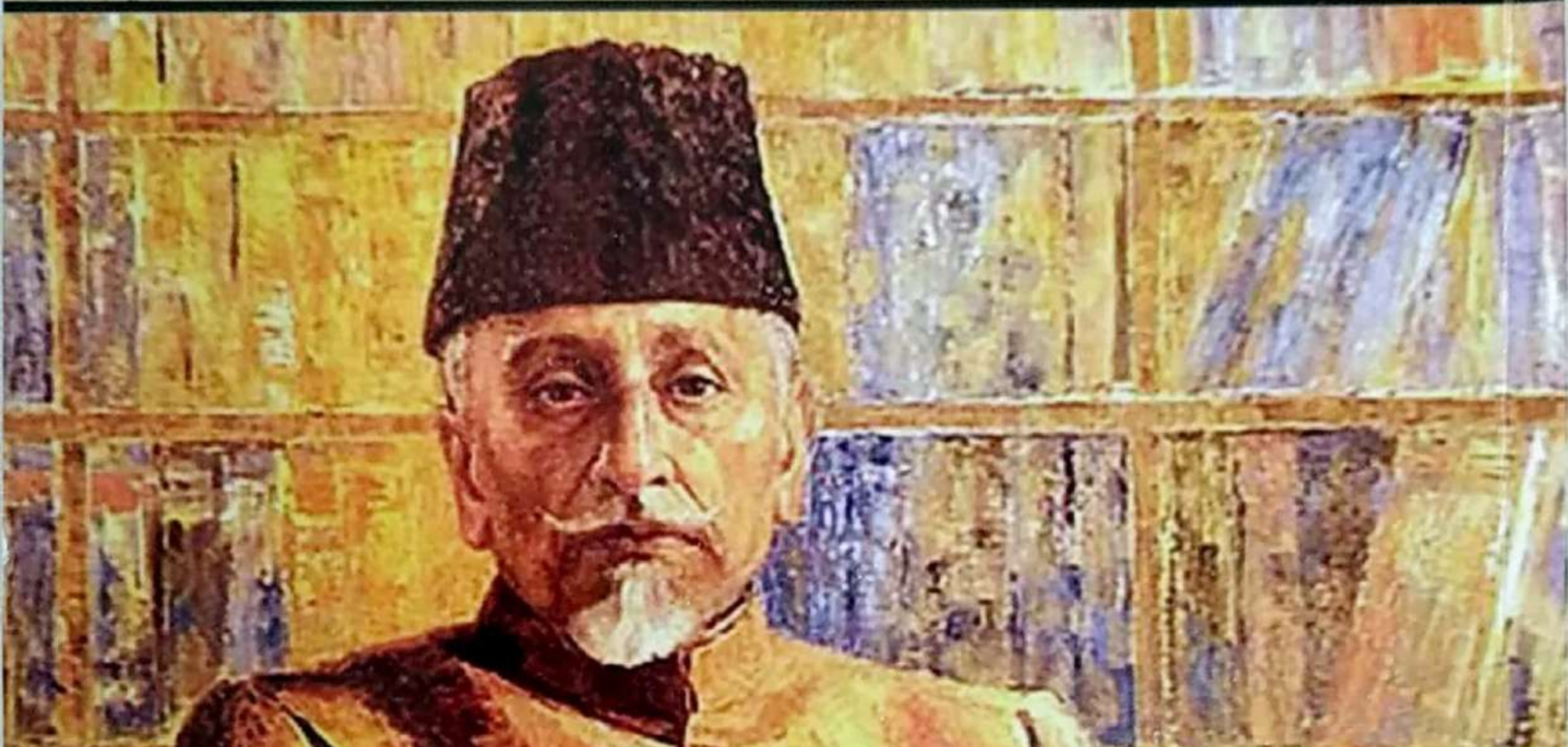

ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدرآباد

اس شمارے میں

اداریہ

بیگ احساس 5

مضامین

اسیم کاویانی — شجاع خاور کی شاعری یا قلندر کا نعرۂ مستانہ 8

مسرت جہاں — تحقیق کی اخلاقیات اور تقاضے 18

شرف النہار — بشر نواز کے شعری اظہارات 22

مزمل سرکھوت — دکنی اردو: ایک مطالعہ 26

ابوجیہاد سبیلی — مولانا آزاد کی سیاسی خدمات 31

محمد شمشاد علی — غضنفر کے ناولوں کا اسلوب: ایک مطالعہ 34

یادیں

راجکماری اندرا دیوی دھن راج گیر جی / اشرف رفیع — یادیں 40

شاعری

راہی فدائی، سیدہ شانِ معراج، اسلم عمادی، رؤف خیر، مسعود جعفری، مسلم نواز، حبیب سیفی، سوہن راہی، حامدی کاشمیری، خالد عبادی، جاوید اکرم، رفیق جعفر، 42

افسانے

نسیم بن آسی — اُکھڑے ہوئے پودے 50

ثریا صولت حسین — ذرا سی بات پر 54

طنز و مزاح

خامہ بگوش — دامنِ یوسف یا دامن تار تار 58

مطالعہ

نور الحسنین — صدائے عندلیب بر شاخِ شب..... ایک جائزہ 62

نقد و نظر

آدمی لہولہو شاعر: مقبول احمد مقبول
تبصرہ: پروفیسر سید وحید اشرف اشرفی جیلانی

لیمی نیٹڈ گرل (ناول): ڈاکٹر اختر آزاد 67
تبصرہ: ڈاکٹر اسلم جمشید پوری

جو وہ لکھیں گے جواب میں

حامد لطیف ملتانی قادری، ڈاکٹر مسعود جعفری، ڈاکٹر رفعت جمال، ڈاکٹر مقبول احمد مقبول، پی پی سریواستو رند، محمد عبدالرؤف شاد، قدیر زماں، جاوید اکرم، ڈاکٹر غضنفر اقبال، قمر جمالی، ڈاکٹر راہی فدائی 72

مضمون

تحقیق کی اخلاقیات اور تقاضے

مسرت جہاں

حیدرآباد

اُردو ادب کی دیگر اصناف کی طرح تحقیق کے بھی اصول وطریق کار مختص کیے گئے ہیں۔ادب کی اصناف اپنے موضوعات اور ہیت کی بنا پر جانچی پرکھی اور تخلیق کی جاتی ہیں، جنہیں اس صنف کا تقاضہ تصور کیا جاتا ہے۔غزلوں میں نزاکتوں کی تلاش، مرثیے میں سوز وگداز اور مایوسی ومحرومی، رباعی میں وحدت، قصیدے میں شاہ وقت کی شان وشوکت، داستان میں مافوق الفطرت عناصر اور افسانہ وناول میں انسانی زندگی، سماج اور حقیقت نگاری یہ تمام خصوصیات ان اصناف کے تقاضوں کی مثالیں ہیں لیکن ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اخلاقیات کی پابندی بھی لازمی ہے۔ جہاں ایک طرف تقاضے کی تکمیل کے سبب ادب مکمل ہوتا ہے تو دوسری طرف اخلاقیات اس کے تعین قدر اور مقام ومرتبے کو بلند کرتی ہے۔انسانی جسم کھانے کا تقاضہ کرتا ہے اور اخلاقیات خوش سلیقگی سے کھانے کا ہنر سکھاتی ہے۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تقاضوں اور اخلاقیات کا آپس میں بڑا گہرا رشتہ ہے۔اور تحقیقی مراحل میں ان دونوں کو مدنظر رکھنا لازمی ہے۔تحقیق حقیقت کی بازیافت ہے۔اور ظاہر ہے کہ محقق کو حقیقت تک پہنچنے کے لیے اساسی اور بنیادی نسخہ تک رسائی کے لیے تحقیق کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا لازمی ہے اور ان تقاضوں کو مکمل طور پر تبھی برتا جاسکتا ہے جب اخلاقیات کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

تحقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے محقق کا وسیع مطالعہ ومشاہدہ ضروری ہے۔اس کے لیے محض اپنی مادری زبان یا صرف ایک زبان کا فہم وادراک کافی نہیں۔قدیم تذکرے جو فارسی زبان میں لکھے گئے اس سے متعلق تحقیق کے لیے فارسی زبان پر دسترس ضروری ہے۔اگر محقق محض ثانوی ماخذ کی مدد سے تحقیق کرتا ہے تو یہ غیر منصفانہ رویہ ہوگا۔تحقیق کے تقاضے میں یہ شامل ہے کہ محقق کو ادب کے علاوہ دیگر سماجی علوم سے بھی واقفیت ہو۔ادب کی تاریخ سے متعلق کچھ بھی لکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس زمانے کا مطالعہ کیا جائے جس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں ملے گی۔اس کے لیے تاریخ کا مطالعہ لازمی ہے۔قدیم شاعر وادیب کی تحریروں یا ان کے کلام کا تجزیہ تب ہی ممکن ہے جب لسانی خصوصیات سے واقفیت ہو۔اسی کے ساتھ ادبی، تہذیبی اور علاقائی خصوصیات سے بھی واقفیت ہونی چاہیے۔ دکنی متون سے متعلق کوئی تحقیقی کام انجام دینا ہے یا دکن کے شاعر وادیب سے متعلق قلم اٹھانا ہے تو دکنی زبان پر قدرت ضروری ہے۔علاقائی زبان جانے بغیر معیاری کام نہیں کیا جاسکتا ہے۔کسی شاعر کے کلام کو سمجھنے کے لیے اس کے عہد وماحول سے واقفیت لازمی ہے۔بہادر شاہ ظفر کا مشہور زمانہ شعر ''کتنا ہے بدنصیب ظفر دفن کے لیے۔۔۔۔'' اس کی تشریح تب ہی ممکن ہے جب مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب وعلل، 1857ء کی جنگ آزادی اور بہادر شاہ ظفر کے درد وکرب سے واقفیت ہو۔تحقیق کا یہ تقاضہ ہے کہ مواد کی فراہمی کے لیے محقق قیاس وشبہ کرے۔عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ شبہ ایک لاعلاج بیماری ہے۔اس سے بسے بسائے گھر اجڑ جاتے ہیں تاہم تحقیق کا یہ تقاضہ ہے کہ محقق کو شکی ہونا چاہیے۔محقق کو اگر کوئی نسخہ ہاتھ لگے تو محض اس پر ہی صبر وشکر سے اتفاق نہ کرلے بلکہ ذہن میں یہ سوال اٹھنا چاہیے یا خود سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ آیا یہ واقعی صحیح نسخہ ہے یا نہیں۔کیا یہی اساسی نسخہ ہے؟اور جب تک اصل نسخے تک رسائی نہ